MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

	مرثیہ	
شرق سے صبح کی جو سپیدی عیاں ہوئی روشن چراغ مہر سے بزم جہاں ہوئی		اور پردۂ حجاب میں ظلمت نہاں ہوئی اعدا میں فکر قتل امام زماں ہوئی
نیزے سنبھال کے تیغ و سپر باندھنے لگے		آل نبیؐ کے خوں پہ کمر باندھنے لگے
رکھا کسی نے خود کو سر پر بہ عزم جنگ پہنی زرہ کسی نے پہن کر قبائے تنگ	۲	خنجر سجا کمر میں کسی نے قبائے تنگ بولا زہ کماں میں کوئی جوڑ کر خدنگ
چٹکی سے بیری تیر یہ جس دم روانہ ہو		پیشانیٔ حسینؑ الٰہی نشانہ ہو
نیزہ ہلا کے کوئی یہ کرتا تھا گفتگو کہتا تھا تیغ تول کے یوں کوئی کینہ جو	۳	اس پر علم کروں گا سر شاہ نیک خو ہے آب اس کی اور شہ لب تشنہ کا گلو
چن چن کے آج آل پیمبرؐ کو مار لے		برچھی سے لاکھ میں علیؑ اکبر کو مار لے
گرز گراں لیے کوئی کرتا تھا یہ سخن تھا اس طرح کمند لیے کوئی لاف زن	۴	ہے اس کی ضرب اور سر نوبادۂ حسن باندھوں گا اس سے گردن عباسؑ مثل رسن
ہر گز نہ دوں گا مہلت جنگ اس دلیر کو		جیتا پکڑ کے لاؤں گا شیروں کے شیر کو
دستانوں کو پہن کے یہ کہتا تھا کوئی بات اور سج کے چار آئینہ کوئی زبوں صفات	۵	بھرتے ہیں خون آل محمد میں آج ہات کہتا تھا جب لڑیں گے شہنشاہ کائنات
مجروح ہونگے پہلے ہی وہ میرے وار سے		اس پر نہ خط پڑے گا کبھی ذوالفقار سے
چمکا کے اسپ کو کوئی کرتا تھا یہ کلام کیوں اس قدر ہیں خوف زدہ ساکنان شام	۶	سنتا ہوں ہے قلیل بہت لشکر امام واللہ راہواروں کی جس وقت لیں لگام
اک دم میں جا پڑیں گے یہ بجلی سے کوند کر		پیاسوں کو مار ڈالیں گے ٹاپوں سے روند کر
کہتا تھا کوئی اس سے کر اپنی زباں کو بند مقدور پر بھی عجز ہی کرتے ہیں ہوشمند	۷	اللہ کو غرور کی باتیں نہیں پسند لرزاں ہے مارے خوف کے اپنا تو بند بند
جنگ اس سے ہے جو سبط رسالت پناہ ہے		سید ہے ابن فاطمہؑ ہے بے گناہ ہے
ہم تم ہیں جس طرف ہے ادھر فوج لاتعد حیدرؑ ہے جس کا باپ محمدؐ ہے جس کا جد	۸	چاروں طرف سے اس پہ چلی آتی ہے مدد اس کو جواں ملے ہیں بہتر بہ جد و کد
ناحق ہے اس پر ظلم جدھر حق ثبوت ہے		غیرت کی یہ جگہ ہے مقام سکوت ہے
کچھ مرضیٔ خدا میں نہیں جائے دم زدن افسوس ہے کہاں وہ کہاں کربلا کا بن	۹	نانا ہو جس امام کا محبوبؐ ذوالمنن خاصان حق ہی سہتے ہیں رنج و غم و محن
شاید خدا کو بے کسی اس کی پسند ہے		کھانے کا ذکر کیا ہے کہ پانی بھی بند ہے

بچوں کو مارے پیاس کے آتے ہیں غش یہ غش	۱۰	دو دن سے اہل بیتؑ میں ہے شور العطش
ہیں بیعتِ یزید سے حضرت کنارہ کش		مرنے پہ مستعد ہیں جوانانِ ماہ وش
راکب جوان کے تیر الم کے نشانہ ہیں		گھوڑے بھی تین روز سے بے آب و دانہ ہیں
اعجاز ہے فقط جو کرو منصفی سے غور	۱۱	ہرگز قدم نہ ٹھہرتے ہوتا جو کوئی اور
ہے کس قدر تعدی و ظلم و جفا و جور		پر ہیں وہی حواس بزرگوں کا تھا جو طور
پیاسے نہ سمجھو حکم کی آقا کے دیر ہے		شہ کی قلیل فوج میں ایک ایک شیر ہے
ان سب کی ضرب تیغ سے دشوار ہے اماں	۱۲	سکّی و ہاشمی و قریشی ہیں یہ جواں
غازی ہیں سرفروش ہیں کیا خرد کیا کلاں		وہ حملہ در ہوئے تو یہ انبوہ پھر کہاں
دیکھو ہی گے جو خوف کے مارے نہ مر گئے		لاکھوں سوار کیا ہوئے پیدل کدھر گئے
یہ ذکر تھا ابھی کہ ہوئی یک بہ یک خبر	۱۳	خیمے سے بہر جنگ برآمد ہوا عمر
سرکردہائے فوج نے صف اپنی باندھ کر		بجرا کیا شقی کو ادب سے جھکا کے سر
میداں میں سرکشی جو ہراک نے پسند کی		ایک ایک پر لعیں نے نوازش دو چند کی
نیزہ دیا کسی کو تو بر بھی کسی کو دی	۱۴	بخشی کسی جوان کو شمشیر قیمتی
تیر و کماں منگا کے کسی کے حوالے کی		بخشا کسی کو دستہ و خنجر بصد خوشی
جو نام ور تھے فوج میں ان کو علم دیے		پیدل جو تھے انھیں فرس خوش قدم دیے
سمجھا کے ایک ایک کو کیا دنے کہا	۱۵	تم غازیوں کو آج ہے شیروں کا سامنا
حاکم کا چاہیئے کرو حق نمک ادا		پیچھے ہٹے نہ پاؤں کسی کا دم وغا
جو جس کو مارے حکم پہ بے اختلاف ہے		اُس کا سلاح و اسپ اسی کو معاف ہے
اور دوسرے کرو گے جو تم اس مہم کو سر	۱۶	لوٹیں گے چل کے خیمۂ سلطان بحر و بر
واللہ یزدجرد کی بیٹی کا ہے وہ گھر		بے حدّ و بے حساب ملے گا متاع و زر
لینے کا اسکے کچھ نہیں ہم کو خیال ہے		سب بانٹ لیجیو وہ تمھارا ہی مال ہے
زہراؑ کی بیٹیاں ہیں غریب و شکستہ حال	۱۷	دنیا کا ان کے پاس نہیں کچھ متاع و مال
ان کا وہی ہے حال جو تھا فاطمہؑ کا حال		پر تم کچھ ان کے پردے کا مت کیجیو خیال
حیدرؑ کی دیں دہائی کہ روئیں پکار کے		لے آنا انکے سر سے ردائیں اُتار کے
یہ کہہ کے فوج کا وہ لگا کرنے بندوبست	۱۸	منظور اس کو فوج حسینی کی تھی شکست
ہموار ہوگئی جو زمیں تھی بلند و پست		آگے بڑھائے چن کے جوانان تیز دست
چاؤش دل بڑھانے لگے نوجوانوں کے		اُڑنے لگے ہوا سے پھریرے نشانوں کے

تینیں کھنچیں میان سے نیزے ہوئے علم	۱۹	طبل و غا پہ سنگنے لگی چوب دم بدم
کوس و دف و جلاجل و قرنا بجے بہم		تا گنبد فلک گئی آواز زیر و بم
سن کر یہ شور شہ نے کہا کردگار شکر		نوبت ہمارے قتل کی ہو پہنچی ہزار شکر
ناموس مصطفےٰؐ نے سنی جب کہ یہ صدا	۲۰	رعشہ ہوا کسی کو کسی کو غش آ گیا
زینبؑ نے پوچھا اے پسر شاہ لافتا		یہ کیا بجا کہ ہوش ہمارے نہیں بجا
اک چوٹ سی لگی ہے مرے دل میں درد ہے		کیا تم سے اہل شام کو قصد نبرد ہے
کیا روح مصطفےٰؐ کا نہیں ظالموں کو ڈر	۲۱	کیا تم پہ دست ظلم اٹھا دیں گے اہل شر
کیا فاطمہؑ کے رتبے کی اُن کو نہیں خبر		فریادی ہوں گے عرش کے نیچے وہ ننگے سر
پانی تو بند کر چکے احمدؐ کی آل پر		سمجھیں تو جائے رحم بچاسوں کے حال پر
شہ نے کہا کہ تشنہ خوں ہیں مرے عدو	۲۲	راضی ہوں اہل ظلم بہا دیں مرا لہو
جز شکر حق کروں گا نہ کچھ اور گفتگو		سینہ ہے اور تیر ہے خنجر ہے اور گلو
مسلم کو جب سنا تھا یعیں قتل کر چکے		سچ تو یہ ہے کہ ہم تو اسی روز مر چکے
یہ بات کہہ کے رونے لگے شاہ تشنہ کام	۲۳	باہر سے آئے اتنے میں عباسؑ نیک نام
کی عرض ہاتھ جوڑ کے شہ سے کہ یا امام		میداں میں ہو چکی ہے صف آرا سپاہ شام
اب رخصت حرم میں نہ تاخیر کیجئے		میداں میں چل کے جنگ کی تدبیر کیجئے
پوشاک پہنی شہ نے یہ سن کر بہ صد شتاب	۲۴	تیغ علیؑ کمر سے لگائی بہ آب و تاب
اس دم عجب ہوا دل زینبؑ کو اضطراب		عباسؑ سے یہ آنسو بہا کر کیا خطاب
بھیا تمھیں تو ہو گی خبر جتنی فوج ہے		کتنے جواں اُدھر ہیں ادھر کتنی فوج ہے
عباسؑ نے کہا کہ نہ پوچھو کچھ اے بہن	۲۵	کتنی بتاؤں فوج اُدھر ہیں چھ لاکھ تن
دو لاکھ نیزہ دار ہیں دو لاکھ تیغ زن		اور ہوں گے دو ہی لاکھ کماندار صف شکن
سب آزمودہ کار قوی تر جوان ہیں		اور کلہم ادھر تو بہتر جوان ہیں
واللہ اس طرف کے بہتر بھی تھے دو کم	۲۶	پر تین دن کی پیاس سے ان میں نہیں ہے دم
پانی کسی طرح جو ہو پہنچا یعیں بہم		لاتا نہ ان کی تاب کبھی لشکر ستم
یہ سن کے بنت فاطمہؑ کی چھاتی پھٹ گئی		پھیلا کے ہاتھ شہ کے گلے سے لپٹ گئی
لگ کر گلے سے بھائی کے بہن روئے زار زار	۲۷	واغربتا کی اہل حرم میں ہوئی پکار
فرما کے الوداع چلے شاہ بادقار		بنت علیؑ نے کھول کے تب سر کو اکبار
کی یہ دعا کریم مجھے شاد کیجیو		اس لشکر قلیل کی امداد کیجیو

ہر اک کی ہے معین و مددگار تیری ذات	۲۸	لاریب و بے گماں ہے تو حلّالِ مشکلات
اک آن میں خلیل کو آتش سے دی نجات		مشہور ہاجرہ کے ہے بیٹے کی واردات
گھیرا ہے سرکشوں نے شہ باکمال کو		یارب بچالے فاطمہ زہرا کے لال کو
حق سے دعا یہ کرتی تھی زینب جگر کباب	۲۹	خیمہ سے آ کے ڈیوڑھی پہ حضرت بہ صد شتاب
ہونے لگا سوار جو وہ مالک الرّقاب		تھامی بہ عجز حضرتِ عباسؑ نے رکاب
آئی صدا بتول کی کیوں بے قرار ہو		اس شاہ کم سپاہ پہ مادر نثار ہو
گھوڑے پہ دیکھ کر شہِ مظلوم کو سوار	۳۰	بوسے قدم پہ دینے لگے آ کے جاں نثار
رن کی طرف قدم جو اُٹھاتا تھا راہوار		ملتے تھے واں کی خاک کو آنکھوں سے بار بار
پیاسے تھے پر دلوں میں شجاعت کے جوش تھے		کیا حسن اعتقاد تھا کیا سرفروش تھے
ثابت قدم تھے راہِ خدا میں وہ خوش نہاد	۳۱	آقا پہ ہوں نثار یہی ان کی تھی مُراد
ایک ایک تھا نوید شہادت سے شاد شاد		کچھ یاد تھا کسی کو نہ غیر از خدا کی یاد
کیوں کر بہکتے بادۂ عرفاں سے مست تھے		واللہ حق یہ ہے کہ وہی حق پرست تھے
جب وادیٔ نبرد میں ان کا ہوا وُرود	۳۲	پڑھنے لگے ملائکہ آسماں درود
اُن تھوڑے سے سواروں کی اللہ ری نمود		مانند بید خوف سے لرزاں ہوئے جنود
ہیبت سے خاک کرب و بلا زرد ہو گئی		شان و شکوہ فوجِ ستم گرد ہو گئی
باندھے ہوئے سروں پہ عمامے وہ ذی شعور	۳۳	حاضر تھے سر کٹانے کو سب شاہ کے حضور
پیشانیوں سے ان کے عیاں تھا خدا کا نور		شہ کے مدام عشق سے آنکھوں میں تھا سرور
خوش رو تھے سب نمازی تھے شیریں کلام تھے		دانا تھے مثلِ سبحہ مطیعِ امام تھے
شہ کے عزیز حسن میں یوسف سے تھے دو چند	۳۴	انجم کو جن کے چہروں پہ گردوں کرے پسند
ہوتی تھی چشم مہر بھی دیکھے سے جن کے بند		اک اک جواں کو پیر فلک نے کیا پسند
یوسف کا ان کے سامنے بازار سرد تھا		اک اک جواں جریدۂ عالم میں فرد تھا
کمسن کئی جو لڑکے تھے ان سب کا تھا یہ حال	۳۵	چہرے خوشی سے جنگ کی جوں گل تھے لال لال
ابر دکشیدہ چھوٹے ہوئے گیسوؤں کے بال		رخسارے ماہ چار دہم کیئے بے زوال
مطلب یہ اُنکا تھا کہ ابھی سب کنارے ہوں		میدان جنگ میں ہمیں پہلے اُتارے ہوں
عباسؑ نامور کی کہوں کیا شکوہ و شان	۳۶	ہاتھوں میں اس کے فوجِ حسینی کا تھا نشاں
بالا قد و سمند فلک سیر زیر ران		یکتائے روزگار تھا وہ ہاشمی جواں
غازی تھا صف شکن تھا شجاعت شعار تھا		چہرے سے رعبِ مرتضوی آشکار تھا

گھوڑے پہ اک طرف علی اکبرؑ سا ماہ رو دادا کا زور خلق چچا کا پدر کی خو کب یہ فروغ ہوتا ہے خورشید و ماہ میں	۳۷	تصویر تھا رسولِ خدا کی وہ ہو بہو گل سا جمال عطر فشاں زلفِ مشک بو روشن تھی شمع نورِ خدا رزم گاہ میں
قائم یہ طرفہ باغِ جوانی کی تھی بہار آنکھیں وہ جن پہ کھیلے نرگس کو بھی نثار بے وجہ منھ نہ سُرخ تھا اس جاں فزا کا گال	۳۸	سنبل سی زلفیں سرو سا قد پھول سے عذار نازک لب اس قدر رگِ گل جن کے آگے خار لختِ جگر تھا وہ حسنؑ سبز پوش کا
تھے کس شکوہ سے پسرِ زینبِ حزیں اک جانب یسار تھا ایک جانب یمیں انصار گھیرے تھے شہِ گردوں جناب کے	۳۹	شدت سے پیار کرتے تھے ان کو امام دیں حضرت کے منھ کو تکتے تھے دونوں وہ مہ جبیں دو چاند پہلوؤں میں ہے اک آفتاب کے
اس آفتابِ دیں کی ہو توصیف کیا رقم مقبولِ حق امامِ زماں شافعِ اُمم لب خشک شکرِ حق سے مگر تر زبان تھی	۴۰	کانِ سخاؤ بحرِ عطا مخزنِ کرم بے کس غریب حامل رنج و غم و الم زینبؑ کا تھا خیال سکینہؑ میں جان تھی
اس وقت منھ سے حضرت عباسؑ نے کہا ہر ایک چاہتا ہے کہ پہلے ہوں میں فدا فرمایا حق جل و علیٰ بس کفیل ہے	۴۱	ترتیب فوج کے لئے ہوتا ہے حکم کیا یہ سن کے آب دیدہ ہوئے شاہِ کربلا کیا صف کشی کروں مرا لشکر قلیل ہے
تم اُن کے سامنے جو صف آرا ہوئے تو کیا لیکن مجھے تو آج ہے مرنے سے مدعا پیچھے رہیں گے یا قدم آگے بڑھائیں گے	۴۲	یاں نوجواں نہیں ہیں اُدھر ہیں ہزارہا جس طرح چاہو باندھ لو میدان میں ذرا سب آگے پیچھے ایک ہی منزل پہ جائیں گے
یہ سن کے باندھی فوج حسینی نے اپنی صف اعدا نے جوڑے تیر کمانوں میں اُس طرف یہ ماجرا جو دیکھا تو حُر کو قلق ہوا	۴۳	استادہ بیچ میں ہوا ابن شہ نجف سینوں کو غازیوں نے ادھر کر دیا ہدف سینے میں دل اُچھلنے لگا رنگ فق ہوا
مل مل کے ہاتھ کہتا تھا نادم ہوں میں کمال کیوں روکا میں نے آہ کدھر تھا مرا خیال روکے سے میرے جا نہ سکا سبطِ مصطفیٰ	۴۴	تدبیر کیا کروں کہ ہے فاطمہؑ کا لال شہ کو ستمگروں سے رہائی ہے اب محال میرے سبب بلا میں پھنسا سبطِ مصطفیٰ
یہ دل میں اپنے کہتا گیا وہ عمر کے پاس حُر نے دیا جواب ذرا دل میں کر قیاس وہ کون ہے رسول کا جس سے لڑائی ہے	۴۵	اس نے کہا کہ کس لیے آتا ہے بے حواس ہے کچھ بھی مصطفیٰ و بتولؑ و علیؑ کا پاس جی میں ذرا سمجھ کہ یہ کس سے لڑائی ہے

کھنچیں ہیں کیوں کمانیں کس پر چلیں گے تیر فرزند مرتضیٰ ہے دو عالم کا دستگیر	۴۶	زخمی محمدِ عربی ہوگا اے اسیر بنت رسولِ پاک کا اس نے پیا ہے شیر
اس پر ستم نہ ہوگا گوارا رسول کو		مارا اسے تو جان کہ مارا رسول کو
تب اس لعیں نے چیں بہ جبیں ہو کے یہ کہا اے حُر ہمارا دوست ہے تو یا حسینؑ کا	۴۷	حاکم سے جو بنی ہو تجھے اس سے کام کیا اس نے کہا جو کلمۂ حق تھا سو کہہ دیا
کیوں رد کہتا جو ہوتا نہ دشمن امام کا		احسان مند ہوں مگر اس تشنہ کام کا
رونا تھا میں نے اس شہِ عالی اُمم کو جب پانی کا کوسوں نام نہ تھا مضطرب تھے سب	۴۸	اس دن تھا میں بھی اور مرا لشکر بھی تشنہ لب اونٹوں سے چھاگلوں کو اُتارا سخی نے تب
دریائے فیض ساقیٔ کوثر دکھا دیا		گھوڑوں سمیت پیاسوں کو پانی پلا دیا
ہرگز نہ محط آب کا گذرا اسے خیال واللہ بحر جود و سخا ہے نبیؐ کی آل	۴۹	سوچا نہ یہ کہ ساتھ ہیں اطفال خرد سال ایسے سخی سے ہو مجھے کیوں کر نہ انفعال
وہ پانی ساتھ ہوتا جو اس حق شناس کے		بچے تڑپتے چھوڑے میں کیوں مارے پیاس کے
احسان یہ نہ بھولوں گا جب تک ہے دم میں دم واں حُر کا یہ کلام تھا اور یاں بہ چشم نم	۵۰	بے جرم و بے گناہ ہے وہ صاحب کرم اکبرؑ یہ شہ سے کہتے تھے اے شافع اُمم
حُر مانگتا ہے اذن عمر سے لڑائی کا		بندے کو اس سے حکم ہو تیغ آزمائی کا
شہ مسکرا کے کہنے لگے اے پدر کی جان ان دشمنوں میں دوست مرا ہے یہی جواں	۵۱	حُر کی طرف سے کیجیو ہرگز نہ یہ گمان کرتا ہے وہ عمر سے فضائل مرے بیان
گمراہ آگے تھا وہ پر اب رو بہ راہ ہے		حُر سے بدی نہ ہوگی پر اخیر خواہ ہے
پر ابن سعد اس کی نہیں ماننے کا بات مت روکنا ہے خاطر مہمان واجبات	۵۲	آوے گا میرے پاس اُدھر سے وہ خوش صفات دشمن سمجھ کے کوئی اُٹھائے نہ اُس پہ ہاتھ
کہتی تھی بس اسی کی ہماری پناہ میں		پہلے شہید ہوگا یہی حق کی راہ میں
فرماتے تھے یہ شاہ کہ اُٹھی زمیں سے گرد سمجھے رفیق شہ کوئی آیا پئے نبرد	۵۳	دہشت سے ہو گیا رُخِ ہر پھر زرد ہر شیر ہو گیا آمادہ فرد فرد
دیکھا تو کہتا آتا ہے کوئی پناہ دو		سبطِ رسولؐ تک مجھے جانے کی راہ دو
اکبرؑ نے دی صدا کوئی ہونے نہ سدِ راہ حُر اترا اپنے گھوڑے سے مابین رزم گاہ	۵۴	پاس ادب سے رہ گئے ششدر رفیق شاہ سر کو جھکائے ہاتھوں کو باندھے بہ اشک و آہ
دل اس جری کا دولتِ دنیا سے ہٹ گیا		قدموں سے ذوالجناح کے آکر لپٹ گیا

آنکھیں ملوں سے ملتا تھا رو رو کے بار بار	۵۵	کہتا تھا اے شفیع دو عالم کے یادگار!
تقصیر وار ہے یہ غلام سیاہ کار		تعزیر میں ہے بندے کی آقا کو اختیار
جو دیجئے سزا دہ مرے حق میں بد نہیں		ایسا گنہ کیا ہے کہ کچھ جس کی حد نہیں
پر ہیں کریم ابن کریم آپ بے گماں	۵۶	ہادی و بندہ پرور و آقائے دو جہاں
اے شاہ جرم پوش و خطا بخش عاصیاں		بخشا نہ آپ نے تو ٹھکانا مرا کہاں
اس آستاں بغیر نہیں جا پناہ کی		توبہ قبول کیجئے اس روسیاہ کی
حُر سے یہ سن کے رونے لگے شاہِ کربلا	۵۷	آئی جناب فاطمہؑ زہرا کی یہ صدا
مادر ترے نثار ہو اے ابن مرتضاؑ		حُر ہے تمہارے گھوڑے کے قدموں پہ لوٹتا
یہ تو میں جانتی ہوں کہ تم اس سے صاف ہو		صدقے گئی قصور اب اسکا معاف ہو
ماں کی صدا یہ سن کے ہوئے شاہ بے قرار	۵۸	گھوڑے سے جلد کود پڑے روے زار زار
حُر کو اُٹھایا خاک سے اللہ رے اقتدار		چھاتی لگا لگا کے کیا خوب اس کو پیار
فرمایا اب خوشی ہو عبث تو ملول ہے		واللہ پیش حق تری توبہ قبول ہے
اے حُر خدائے عزّ و جل کی تجھے قسم	۵۹	تیرا ہی انتظار میں کرتا ہوں دم بہ دم
گنتی میں میری فوج کے تھا ایک تو ہی کم		پہلے سے تیرا نام شہیدوں میں تھا رقم
یوں شاد ہو کے تجھ سے ہم اے باوفا ملے		بچھڑا ہوا عزیز کوئی جیسے آ ملے
یہ مرتبہ جو حُر کا ہر اک پر عیاں ہوا	۶۰	مہمان شہ سے ہم بغل اک اک جواں ہوا
رتبہ یہ اپنا دیکھ کے حُر شادماں ہوا		خیمے کا غل زمین سے تا آسماں ہوا
سب کہتے تھے یہ شخص عجب خوش نصیب ہے		دوزخ اب اس سے دور ہے جنت قریب ہے
قسمت نے اس کو راہ ضلالت سے دی نجات	۶۱	بے فضل حق کسی کو نہیں سوجھتی یہ بات
اب دامنِ حسینؑ ہے اور اس جواں کا ہات		مارا ابھی اب گیا تو ابد تک ملی حیات
عزت دو چند کیوں نہ ہو اس خیر خواہ کی		اس نے تو دل میں فاطمہ زہراؑ کے راہ کی
اللہ رے اس جواں کے نصیبے کی یاوری	۶۲	اصحاب مصطفےٰ سے ہوئی اس کو ہمسری
دینداری اختیار کی چھوڑی ستمگری		آکر ہوا شریک جوانوں کے حیدری
عصیاں سے پاک خط عمل یک قلم ہوا		نام اس کا دفتر شہدا میں رقم ہوا
یوں اس طرف سے آیا ادھر وہ نکو سرشت	۶۳	دوزخ سے جس طرح کوئی جاوے سوئے بہشت
جنتے کئے تھے آج تلک اس نے فعل زشت		وہ سب ثواب ہو گئے اللہ ری سرنوشت
پرسش نہ ہوگی حشر کے دن بے حساب ہے		ذرّے سے کم تھا کل مگر آج آفتاب ہے

کیوں کر نہ ایسے شخص کا عالی ہو مرتبا قسمت سے سن گیا اسے آقا حسین سا	۶۴	عاشق ہوا یہ اس کا جو ہے عاشقِ خدا ورنہ کجا یہ اور پسر فاطمہؑ کجا
واللہ اس کو خوبیٔ اعمال کہتے ہیں		بخت اس کو کہتے ہیں اسے اقبال کہتے ہیں
کل تک تو تھا یہ داخلِ افواجِ رو سیاہ یوں نکلا یہ خسوف سے جس طرح نکلے ماہ	۶۵	توفیق نیک آج ہوئی اس کی خضر راہ خورشید دیں کے سایۂ دامن میں لی پناہ
ذی ہوش تھا سمجھ کے خطا د تواب کو		تھا ماسوا روش نبیؐ کی رکاب کو
طالع نے خواب زشت سے اس کو جگا دیا اقبال نے بہشت کا رستہ بتا دیا	۶۶	دل نے نفاق و کفر کا پردہ اٹھا دیا آنکھوں نے جلوہ نور خدا کا دکھا دیا
جو راہ راست تھی قدم اس راہ پر گئے		کام اسکے جتنے بگڑے ہوئے تھے سنور گئے
یہ ہے وہی ہوا تھا جو حضرت کا سدِ راہ سرزد ہوا تھا اس سے عجب طرح کا گناہ	۶۷	مظلومیٔ امام پہ کی تھی نہ کچھ نگاہ آیا ہے بہر معذرت اب یہ حضور شاہ
لطف و کرم ہے بات نہیں کچھ ملال کی		دیکھو رحیمی فاطمہ زہراؑ کے لال کی
کچھ دل میں اس کے رد و بدل کا نہیں خیال قلب امام صاف ہے آئینہ کی مثال	۶۸	مانند گل شگفتہ ہے زہرا کا نونہال محتاج تھا مدد کا نہ یہ شاہ خوش خصال
دیں پروری تو دیکھو تم اس باوقار کی		ہے یہ خوشی کہ راہ خدا اختیار کی
یہ ذکر تھا فرشتوں میں بالائے آسماں مطلب پر آئے سب مرے اے سرورِ زماں	۶۹	حُر ہاتھ جوڑے شاہ سے کرتا تھا یہ بیاں اب دور ضائے حرب تو میداں کو ہوں روا
کوئی ابھی نہ مستعدِ کارزار ہو		ان قدموں پر غلام ہی پہلے نثار ہو
شہ نے کہا کہ حُر ابھی رخصت کا لے نہ نام پرسوں تو تین دن سے ہیں بے آب بے طعام	۷۰	حُر نے کہا کہ غریبوں کے گھر کوئی دن مقام کی عرض حُر نے پاؤں پہ گر کر کہ یا امام
ہرگز نشانی جینے سے میری نہ ہوئے گی		بے زخم کھائے اب مجھے سیری نہ ہوئے گی
منت جو حُر نے کی بہت آنسو بہا بہا فضہؑ نے آ کے اتنے میں حضرت سے یہ کہا	۷۱	روئے گلے لگا کے اسے شاہ کربلا! در پہ کھڑی ہیں حضرت زینبؑ برہنہ پا
پوچھا ہے یہ کہ بھائی جدا کس سے ہوئے ہو		یہ کون ہے کہ جسکے گلے لگ کے روئے ہو
یہ سن کے حُر کو خیمہ کی ڈیوڑھی پہ لائے شاہ بھیجا وہ حُر ہوا تھا ہمارا جو سدِ راہ	۷۲	زینبؑ سے جا کے کہنے لگے یوں بہ اشک و آہ آیا ہے وہ مدد کے لیے ہو کے عذر خواہ
غازی ہے حق پرست ہے اور باتمیز ہے		وہ مجھ کو بھائیوں سے زیادہ عزیز ہے

ڈیوڑھی پہ ہاتھ جوڑے کھڑا ہے وہ جنتی	۷۳	امید وار عفو جرائم ہے تم سے بھی
بنت نبیؐ نے اس کی سفارش ہے مجھ سے کی		تب شاد ہو کے کہنے لگی دختر علیؑ
دونوں جہاں میں مرتبہ اس کا زیادہ ہو		میں اس سے شاد ہوں مرا اللہ شاد ہو
جو ہے تمہارا دوست وہ ہے مجتبیٰ کا دوست	۷۴	جو مجتبیٰ کا دوست ہے وہ ہے مرتضیٰ کا دوست
جو مرتضیٰ کا دوست ہے وہ مصطفیٰ کا دوست		جو مصطفیٰ کا دوست ہے وہ ہے خدا کا دوست
راضی ہوئے علیؑ شہ لولاک خوش ہوئے		حرؑ سے خدا و بنت نبی پاک خوش ہوئے
حرؑ نے سنا یہ حضرت زینبؑ کا جب کلام	۷۵	یوں عرض کی کہ بندگی کرتا ہے یہ غلام
فضہ سے تب یہ کہنے لگی خواہر امام		تو حرؑ سے جا کے بعد دعا کہہ مرا پیام
بھائی شریک تو جو ہوا میرے بھائی کا		دل تجھ سے شاد ہو گیا بیڑا جائی کا
آئے ہے تیرے ساتھ تو ہیں پر ہے ایک غم	۷۶	ممانی کیا کریں کہ ہیں محجوب تجھ سے ہم
بچوں کے مارے پیاس کے دم میں نہیں ہے دم		پانی بھی تین روز سے پہونچا نہیں بہم
یہ بیکسوں پہ ظلم خدا کا بھی ڈر نہیں		یہاں ہیں جن کے ان کو ہماری خبر نہیں
یہ سن کے حرؑ کی آنکھوں سے آنسو ہوئے رواں	۷۷	اصغرؑ کو لا کے گود میں تب سر در زماں
کہنے لگے کہ کیا کہوں اے میرے میہماں		ہم سب تو اک طرف یہ جو بچہ ہے نیم جاں
اس کی بھی مارے پیاس کے حالت تباہ ہے		میں کشتنی ہوں یہ تو بھلا بے گناہ ہے
اصغرؑ کا حال حرؑ سے یہ کہتے تھے شاہ دیں	۷۸	جو دی صدا سکینہؑ نے یہ بادل حزیں
بابا مرا بھی حال کہا حر سے یا نہیں		پوچھا جو اس نے بولا یہ زہراؑ کا نازنیں
عاشق ہوں اس کا میں یہ بہت تشنہ کام ہے		اے حر سکینہ اس مری بیٹی کا نام ہے
حرؑ نے کہا کہ اب نہیں میرے جگر میں تاب	۷۹	اس صبر کے نثار میں اے ابن بوتراب
رن کی بس اب غلام کو رخصت ملے جناب		ناچار ہو کے شاہ نے اس کو دیا جواب
مقبول حق ہے کون تری عرض رد کرے		جا بھائی تیری خالق عالم مدد کرے
یہ مژدہ سن کے شاد ہوا حرؑ نام دار	۸۰	حضرت کے گرد پھر کے ہوا گھوڑے پہ سوار
روئے امام بیبیاں بھی رو میں زار زار		پہونچا وہ مثل شیر بہ میدان کارزار
لاکھوں تھے پر بجانہ کسی کے حواس تھے		آمد کو اس کی دیکھ کے سب بدحواس تھے
اللہ رے اس دلبر کی فرد شکوہ و شان	۸۱	ہیبت سے جس کی فوج میں تھا شور و فغاں
کہتا تھا کوئی حرؑ سے شباہت ہے یہ جوان		بولا کوئی یہ شخص کہاں اور حر کہاں
کیا اس قدر فروغ تھا اس کے جمال کا		یہ تو کوئی عزیز ہے زہراؑ کی آل کا

یہ شور سن کے فوج سے حُر نے کیا کلام	۸۲	مت سمجھو تم عزیز میں ہوں شاہ کا غلام
آقا مرا حسینؑ ہے اور حُر ہے میرا نام		صورت پہ میری کیوں نہیں حیرت کا ہے مقام
بے وجہ حسن کا نہیں رُخ پر ظہور ہے		اے ساکنانِ شام یہ ایماں کا نور ہے
اور دوسرا سبب یہ ہے اے قوم بے وفا	۸۳	سنھ اپنا میں نے شاہ کے قدموں پہ ہے رکھا
واللہ ابن فاطمہؑ ہے نور کبریا		برتر ہو کیوں نہ اس کے غلاموں کا مرتبا
معمور نورِ حق سے مرا سینہ ہو گیا		تاثیر خاکِ پا سے دل آئینہ ہو گیا
یہ سن کے ابن سعد پکارے بہ صد لہر اس	۸۴	دشمن سے مل گیا نہ کیا کچھ نمک کا پاس
حُر نے دیا جواب کہ اے مرد بے حواس		رکھتے ہیں پاسِ دین کو مقدم خدا شناس
کرتا ہے دشمنی تو جنابِ بتول سے		فاسق کے بدلے لڑتا ہے سبطِ رسولؐ سے
واللہ گو شوارۂ عرشِ خدا ہے وہ	۸۵	لاریب پارۂ جگرِ مصطفا ہے وہ
ریحانۂ ریاضِ شہ لافتا ہے وہ		نور دو چشمِ حضرتِ خیر النسا ہے وہ
مختار ہے جو روضۂ دار السلام کا		پاسِ یزید کرتا کہ پاس اس امام کا
ہے تجھ کو کر دیا طمعِ دنیوی نے کور	۸۶	کھل جائے گا غرور و تکبر میان گور
ہو لے گا پاس غیر ندامت نہ زر نہ زور		پاس نمک نہ کرنے کا میرے عبث ہے شور
اب کیا بروزِ پرسشِ اعمال دیکھیو		میرا بھی رتبہ اپنا بھی تو حال دیکھیو
یہ سنتے ہی عمر نے کیا فوج سے خطاب	۸۷	ہاں پہلے مار ڈالو اسے گھیر کر شتاب
چمکا کے حُر نے گھوڑے کو اپنے دیا جواب		تو ہی نکل کے مجھ سے لڑا اے خانماں خراب
تا دیکھیں یہ بھی تیغیں جو مجھ پر چڑھتے ہیں		شبیرؑ کے غلام بھی کس طرح لڑتے ہیں
یہ کہہ کے حملہ ور ہوا جوں شیر خشمناک	۸۸	کتنوں کو مار ڈالا خوف سے کتنے ہوئے ہلاک
زخمی ہو لوٹنے لگے کتنے ہوئے بہ خاک		کتنے جو تیر مارتے تھے ان کو تاک تاک
وہ مضطرب تھے خوف سے یہ اپنی جانوں کے		دہشت سے کھینچ نہ سکتے تھے چلّے کمانوں کے
تلوار کھینچے شیر سا جاتا ہے جس طرف	۸۹	ہو جاتی تھی ادھر کی پراگندہ صف کی صف
نعرہ ہر ایک وار پہ تھا یا شہِ نجف		فرماتا تھا یہ جذبۂ کرار کا خلف
تحسین کا آسمان و زمیں پر خروش ہے		ہاں کو میرے آج شجاعت کا جوش ہے
یاں تو بیاں یہ کرتے تھے حضرت بہ چشمِ نم	۹۰	واں اس جری پہ ٹوٹ پڑا لشکرِ ستم
اس نے بھی سر بدن سے کئے سیکڑوں قلم		پر آپ بھی وہ زخمی ہوا سر سے تا قدم
بارانِ تیرِ ظلم سے سب جسم چھن گیا		جانباز کا سمند بھی طاؤس بن گیا

۹۱
رگ رگ سے حُر کی چھٹنے لگی جب لہو کی دھار
غش میں جھکا وہ گھوڑے کی گردن پہ ایک بار
نیزہ کسی نے آ کے جو مارا قضا لے کار
تب یا حسینؑ کہہ گئے گرا حرِ نام دار
یہ سن کے ابرِ غم دلِ سرور پہ چھا گیا
اک آہ کی کہ عرش خدا تھرتھرا گیا

۹۲
رہوار سے اُتر کے چلے مضطر و حزیں
رکھا زمیں پہ پاؤں کہیں اور پڑا کہیں
اکبرؑ نے دوڑ کر یہ کہا یا امامِ دیں
جانا مناسب آپ کا اس فوج میں نہیں
تنہا حضور جائیں نہ حُر کی تلاش کو
ہو حکم تو غلام اُٹھا لائے لاش کو

۹۳
شہ نے کہا کہ تم مجھے روکو نہ میری جاں
میرے لئے شہید ہوا میرا میہماں
ملتا ہے دوست خلق میں اس طرح کا کہاں
میرے بغیر اور نہیں کوئی اُس کا یاں
رخصت کو اُس غریب کی جانا ضرور ہے
مہمان کو گلے سے لگانا ضرور ہے

۹۴
بیٹا میں کیا بیان کروں حُر کا مرتبا
لاشے پہ اُس کے آئے ہیں پیغمبر خدا
رو رو گلے لگاتے ہیں شفقت سے مرتضا
ہمت کی اُس کی کرتے ہیں تعریف مجتبا
عزت یہ کس شہید کی دنیا میں ہوتی ہے
ماں پیری حُر کے واسطے مقتل میں روتی ہے

۹۵
یہ کہہ کے لاش پر گئے حُر کی بہ چشمِ تر
وہ زخمی لوٹتا تھا پڑا ریگِ گرم پر
اُس سے لپٹ کے رونے لگے شاہ بحر و بر
زانوں پہ اپنے رکھ لیا شفقت سے اُس کا سر
تہ جم گئی تھی چہرے پہ اُس کے جو خاک کی
حضرت نے آستینِ مبارک سے پاک کی

۹۶
منھ اُس کا دیکھ دیکھ کے اس طرح روتے تھے
روتا ہے جس طرح کوئی فرزند کے لئے
اشک امام حُر کے جو رخسار پر گرے
تب اس نے آنکھیں کھول کے کی عرض شاہ سے
آغوش میں لیے ہوئے حضرت جو روتے ہیں
واللہ ٹکڑے میرے کلیجے کے ہوتے ہیں

۹۷
اس بندہ پروری پہ ہوں تو جان سے فدا
شفقت وہ مجھ پہ کی کہ نہیں جس کی انتہا
تشریف لائے آپ خوشا میرا مرتبا
ممتاز اس غلام کو کونین میں کیا
لغزش میں تھا قدم مرا لیکن سنبھل گیا
بیڑا مرا تبا ہی سے باہر نکل گیا

۹۸
زخمی ہوں تیغ و تیر سے میں سر سے تا قدم
کس طرح اُٹھ کے گرد پھروں یا شہِ اُمم
کہنے لگے یہ تب شہِ بے کس بہ چشمِ نم
واللہ تو تو زخمی ہے اور ہے مجھے اَلم
کوئی نہ بچ رہے گا حسینی سپاہ میں
ہم سب شریکِ درد ہیں خالق کی راہ میں

۹۹
مجروح جس طرح سے ہوا ہے ترا بدن
تلواریں یوں ہی کھائے گا لختِ دلِ حسنؑ
جس طرح ہاتھ کٹ گئے ہیں تیرے تیغ زن
بے دست یوں ہی ہوئے گا عباسؑ صف شکن
زخمِ سناں ہے تیرے دلِ دردناک پر
زخمی ہو یوں ہی تڑپے گا اکبر بھی خاک پر

جس طرح تیر ظلم ہے تیرے گلے کے پار بعد اُس کے مجھ کو زخمی کریں گے ستم شعار مارے گا برچھی اور کوئی تلوار مارے گا	۱۰۰	مجروح یوں ہی ہوگا مرا طفل شیر خوار جس دم گروں گا گھوڑے سے با چشم زخم دار چھاتی پہ چڑھ کے شمر مرا سر اُتارے گا
زخمی جو تو ہوا تو میں آیا ترے قریں زانوں پہ تیرا سر رکھا اے حسرِ بایقیں جز یاس دے کسی نہ کوئی پاس ہوئے گا	۱۰۱	آغوش میں لیتا تجھے با خاطر حزیں لیکن چلے گی جب مری گردن پہ تیغ کیں زانوں پہ رکھ کے سر کو مرے کون روئے گا
ہوئے گا سوئے خلد رواں جب تو نیک نام پر اپنی بے کسی کو کہوں کیا میں تشنہ کام بعد فنا بھی ہوئیں گے رنج و محن مجھے	۱۰۲	لے جاؤں گا میں لاش تری تا درِ خیام روئیں گے میری لاش کو گھوڑوں سے اہل شام چالیس دن تلک نہ ملے گا کفن مجھے
شہ نے جو حرؑ سے اپنی مصیبت یہ کی بیاں قدموں سے شہ کے لگنے لگا چشم خوں فشاں آنکھیں پھرائیں زیست کا نقشہ بدل گیا	۱۰۳	اُس باوفا کی آنکھ سے آنسو ہوئے رواں ہچکی جو آئی موت کی غازی کو ناگہاں حسرت سے دیکھا شاہ کو اور دم نکل گیا
جس بے کسی سے روتے تھے حر کو شہِ اُمم دریا اگر مداد اور اشجار ہوں قلم کیا کچھ نہ کہتے جائیں گے کیا کچھ کہا نہیں	۱۰۴	کس دل میں تاب ہے جو بیاں کر سکے وہ غم یہ غم وہ ہے انیسؔ کہ ہرگز نہ ہو رقم سچ ہے غمِ حسین کی کچھ انتہا نہیں
رباعی		
جبریل ایں کو مخزنِ دربانی ہے ہو جاتی ہیں کور کی بھی آنکھیں روشن		حضرت کا غبار قبر نورانی ہے وہ خاک بھی سرمۂ سلیمانی ہے
رباعی		
وہ نظم پڑھوں کہ بزم خوش ہو جائے یاد آئے شمیم زلف ہم شکل رسولؐ		عطر عنبر ہر ایک آنسو ہو جائے آہوں کا دھواں حور کا گیسو ہو جائے
رباعی		
مظلوم نہ شاہ بحر و بر سا ہوگا پیاسے رہے کربلا میں جس طرح حسینؑ		مینھ تیروں کا یوں کسی پر برسا ہوگا یوں گبر بھی پانی کو نہ ترسا ہوگا
رباعی		
میزان کرم میں جرم تل جاتے ہیں انگشت علیؑ سے باب خیبر کی طرح		فردوس میں مثل بوئے گل جاتے ہیں عقدے جو ہزاروں ہوں تو کھل جاتے ہیں

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com